اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL QADIAN

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

الفضل

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ۱۲ ششماہی ۷ سہ ماہی ۴

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۶۲ | مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۵ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۹ جمادی الاول ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دو روز سر درد کا دورہ رہا۔ آج (۲۳ نومبر) خدا کے فضل سے طبیعت اچھی ہے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی الوداعی پارٹی سے فراغت پانے کے بعد واپس قادیان تشریف لے آئے۔ اور آج (۲۳ نومبر) صبح آپ نے سماٹرا کے طالب علموں کو ٹی پارٹی دی۔

وفد نمبر ۱ کے ارکان مولوی غلام احمد صاحب و مولوی عبد الغفور صاحب ۲۴ نومبر کو قادیان پہنچ گئے۔

آریوں نے جو اعتراضات اپنے جلسہ قادیان میں اسلام پر کئے تھے۔ میر قاسم علی صاحب و مہاشہ محمد عمر صاحب نے چوک بازار میں ایک جلسہ منعقد کر کے ان کے جوابات سیر کن طریق پر دیئے۔

ملکہ الگزینڈرا (والدہ شہنشاہ معظم) کی وفات کی وجہ سے ۲۴ نومبر کو قادیان کے تمام دفاتر بند رہے۔

علی گڑھ میں لیکچر

طلباء علی گڑھ کالج کی خوش قسمتی سے ۱۱ نومبر کو جناب حافظ روشن علی صاحب معہ جناب مولوی عبد الکریم صاحب مولوی فاضل و حافظ عبد الرحمن صاحب تشریف لائے۔ ان کے لیکچروں کا انتظام انٹرمیڈیٹ کالج میں ۸ و ۹ کو کیا جا چکا تھا۔ مگر چونکہ جناب حافظ صاحب تاریخ مقررہ پر تشریف نہ لا سکے۔ اس لئے اس انتظام کو ملتوی کرنا پڑا۔ لیکن پھر جب جناب حافظ صاحب تشریف لائے۔ تو ان کے لیکچروں کا فوراً انتظام ہو گیا۔ اور سب سے پہلے یہاں کی دینیات کی سوسائٹی نے ان کو دعوت دی۔ جسے حافظ صاحب نے منظور فرما لیا اور مورخہ ۱۱ نومبر رات کے آٹھ بجے جناب حافظ صاحب کا لیکچر انٹرمیڈیٹ کالج کے یونین ہال میں زیر صدارت جناب مولانا مولوی احمد میاں صاحب پروفیسر دینیات ہوا۔ لیکچر کا مضمون "اسلام بمقابلہ دیگر مذاہب" تھا۔ جناب حافظ صاحب نے نہایت اعلیٰ طریق پر اسلام کی فضیلت ثابت کی۔ اور نہایت پر زور دلائل سے ثابت کر دکھایا۔ کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے۔ جس پر چل کر انسان خدا کو پا سکتا ہے۔

یہ لیکچر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک ہوتا رہا۔ جسے حاضرین نے نہایت توجہ اور غور سے سنا۔ طلباء کالج کے علاوہ اور بہت سے معززین شریک جلسہ ہوئے۔ لیکچر سے قبل اور بعد حافظ عبد الرحمن صاحب نے حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کی نظمیں سنا کر عجیب کیفیت پیدا کر دی۔

لیکچر اور نظموں کے بعد جناب مولانا احمد میاں صاحب نے جناب حافظ صاحب کا بہت شکریہ ادا کیا اور فرمایا۔ ہماری دینیات کی جمعیت کی خوش قسمتی ہے۔ اور عجیب اتفاق ہے۔ کہ گذشتہ سال بھی ہماری سوسائٹی میں سب سے پہلے جس صاحب کا لیکچر ہوا۔ وہ (احمدیہ) جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص جناب خواجہ کمال الدین صاحب تھے۔ اور اس سال بھی ہماری سوسائٹی کی طرف جس بزرگ نے توجہ کی۔ وہ جناب حافظ روشن علی صاحب ہیں۔ جو اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ دوبارہ شکریہ ادا کرنے کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ اس کے بعد مورخہ ۱۲ نومبر کو انٹرمیڈیٹ کالج کی

ہسٹاریکل سوسائٹی نے جناب حافظ صاحب سے درخواست کی۔ کہ وہ اسلامک ہسٹری کے کسی مضمون پر تقریر فرماویں اور جناب حافظ صاحب نے اسی تاریخ کو یونین ہال میں "آنحضرت کی زندگی صفات الٰہیہ کی مظہر تھی" کے مضمون پر زیر صدارت آنریبل مسٹر عبدالعزیز صاحب بلوچی پروفیسر اسلامک ہسٹری لیکچر دیا۔ لیکچر طلباء نے نہایت توجہ اور خاموشی سے سنا۔ تقریر کے خاتمہ پر جناب پوری صاحب نے حافظ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی طرف سے اور طلباء کی طرف سے یہ پیغام دیا۔ کہ وہ قادیان جا کر حضرت میاں صاحب سے یہ درخواست کریں۔ کہ جس طرح وہ مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی کو اپنے قیمتی معلومات سے مستفید فرماتے ہیں۔ اس طرح وہ ہماری علی گڑھ کی ہسٹاریکل سوسائٹی کی طرف بھی توجہ فرمائیں۔ اور ہر ممکن کوشش کرکے وہ علی گڑھ تشریف لائیں۔ ان کا احسان ہوگا اگر وہ جوبلی سے قبل یا بعد تشریف لاکر ہمیں ممنون احسان بنائیں۔

۱۴ نومبر کو جناب حافظ صاحب کے لیکچر کا انتظام طلباء یونیورسٹی نے رامپور خالد ہال میں کیا۔ اور سکرٹری فلاسفیکل سوسائٹی نے "تصوف فی اسلام" کے موضوع پر تقریر کرنے کی دعوت دی جسے جناب حافظ صاحب نے منظور فرما لیا۔ اور بعد نماز جمعہ ہال میں تشریف لے گئے۔ طلباء نے اس لیکچر کو نہایت توجہ اور دلچسپی سے سنا۔ علاوہ سٹوڈنٹس کے اور بہت سے معززین شریک جلسہ ہوئے۔ تقریر ختم ہونے کے بعد صدر صاحب نے سوالات کی اجازت دی اور کئی طلباء نے تصوف پر سوالات کئے۔ جن کے جوابات جناب حافظ صاحب نے اسی وقت دیئے آخر میں جناب صدر نے جناب حافظ صاحب کا بہت شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ برخواست ہوا۔

بہت سے طلباء وقتاً فوقتاً جناب ڈاکٹر بٹ صاحب کے مکان پر جہاں کہ حافظ صاحب قیام پذیر تھے۔ حافظ صاحب موصوف سے ملنے کے لئے آتے اور مذہبی مسائل پر گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ جناب حافظ صاحب قبلہ کی تشریف آوری جماعت علی گڑھ میں دو اور احمدی بھائیوں کے اضافہ کا موجب ہوئی۔ اللہ تعالےٰ انہیں استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک احمدی طالب علم انٹرمیڈیٹ کالج علی گڑھ

اخبار احمدیہ

جلسہ کے لئے گھی

میں نے ان جماعتوں کے لئے جو کہ ہمیشہ گھی کا انتظام کیا کرتی ہیں تحریک کی تھی۔ کہ حسب معمول گھی کے لئے وعدے ارسال فرماویں۔ ان میں سے ذیل کی جماعتوں سے جواب آیا ہے۔ جن جماعتوں سے تا حال وعدے موصول نہیں ہوئے۔ ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے وعدوں سے بواپسی ڈاک مطلع فرما کر مشکور فرماویں۔ ابھی تک ضرورت کے مطابق گھی کے نصف وعدے بھی موصول نہیں ہوئے۔ احباب جلد توجہ فرمائیں۔

(۱) چوہدری مرزا خاں صاحب چک ۱۰۲ — یک ٹین
(۲) چوہدری عبدالمالک صاحب نائب تحصیلدار وزیر آباد — 〃
(۳) میاں میراں بخش صاحب رئیس شیخ پور۔ گوجرات — 〃
(۴) جماعت شیخ پور۔ گوجرات — 〃
(۵) جماعت ڈسکہ — 〃
(۶) جماعت سیالکوٹ شہر — 〃
(۷) جماعت چانگریاں — 〃
(۸) جماعت دانتہ — 〃
(۹) جماعت بیگووال — 〃
(۱۰) چوہدری کرم الٰہی صاحب کرم پورہ — 〃
(۱۱) جماعت چندر کے منگولہ — 〃
(۱۲) جماعت چک ۱۱ جھور — 〃
(۱۳) جماعت چک ۳۵ جنوبی — 〃
(۱۴) جماعت چک ۱۲۶ کھیوہ — 〃
(۱۵) جماعت چک ۹۸ — 〃
(۱۶) جماعت چک ۹۹ — 〃
(۱۷) جماعت چک ۹ پنیار — 〃
(۱۸) جماعت فیروز والہ ضلع گوجرانوالہ — 〃
(۱۹) جماعت چک سکندر — 〃
(۲۰) جماعت سعد اللہ پور۔ گوجرات — 〃
(۲۱) جماعت کریالہ۔ جالندھر — 〃
(۲۲) جماعت احمد یانوالہ چک ۲۰ منٹگمری — 〃
(۲۳) جماعت چک ۵۵ محمود پور۔ منٹگمری — 〃
(۲۴) جماعت غوث گڑھ — ½ ٹین
(۲۵) جماعت علی پور ملتان — یک ٹین

گھی کے علاوہ ذیل کی اجناس کے وعدے موصول ہوئے۔

جماعت منصوری ادرک — ½ ۴ من
رائے پور نابھ — ۲ من مرچ زرد
مولوی محمد علی صاحب — ۱۰ سیر مرچ سرخ

(نیازمند عبدالمغنی۔ ناظر بیت المال)

ایک احمدی ڈاکٹر

ایک مخلص احمدی ڈاکٹر جو سب اسسٹنٹ سرجن ہیں۔ ایک اچھی سرکاری ملازمت پر تھے۔ انہوں نے اس بنا پر کہ ان کو ملکانہ تبلیغ پر جانے کے لئے رخصت نہیں دی جاتی تھی۔ ملازمت سے استعفاء دے دیا اور تبلیغ کے لئے چلے گئے تھے۔ اب وہ بیکار ہیں۔ اگر کوئی احمدی بھائی ان کو ملازمت دلانے کے لئے کوشش کرے۔ تو از حد مہربانی اور ثواب کا موجب ہوگا۔ والسلام۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

رسالہ الوصیت ضرور پڑھو

ہر ایک موصی کے پاس رسالہ الوصیت اور ضمیمہ الوصیت کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ وہ وقتاً فوقتاً اس کو پڑھتے رہیں۔ پس میں تمام موصی احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ جن کے پاس رسالہ الوصیت و ضمیمہ الوصیت موجود نہ ہو۔ وہ ضرور بکڈپو قادیان سے منگوا کر اپنے پاس رکھیں۔ اور پڑھتے پڑھاتے رہیں۔ (ناظر بہشتی مقبرہ۔ قادیان)

خدمت تبلیغ

ضلع گوجرانوالہ میں جس صاحب کو تبلیغ کے لئے اپنے گاؤں میں یا اپنے گاؤں کے اردگرد ضرورت ہو۔ بروز جمعہ ہفتہ اور اتوار تین دن خاکسار سے کام لے سکتے ہیں۔ خاکسار کا پتہ۔ بمقام تلونڈی کھجور والی ضلع گوجرانوالہ۔ فضل الٰہی احمدی۔

تبدیلی مقام

میں نے ۱۱ اگست ۱۹۲۵ء سے اپنا کاروبار سرگودہا سے چھوڑ کر نوشہرہ ضلع پشاور میں شروع کیا ہے۔ لہذا تمام دوست مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ (مرزا غلام حیدر بی ۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل نوشہرہ)

ولادت

میاں علاءالدین خلف میاں معراج الدین عمر صاحب لاہور کے ہاں ۵ نومبر ۱۹۲۵ء کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ضیاءالدین نام رکھا۔ احباب بچے کے درازیٔ عمر۔ خادم دین علم دوست اور سلسلے اور اپنے گھرانے کے لئے مفید و بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ والسلام۔ (نذیر احمد چغتائی قادیان)

(۲) ۱۳ ماہ نومبر ۱۹۲۵ء بروز جمعۃ المبارک اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے عزیز میاں محمد یوسف۔ سپرنٹنڈنٹ الیکشن دفتر لاٹ صاحب بہادر کو تیسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام اعلیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے محمد احمد رکھا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو صالح۔ خادم دین اور لمبی عمر والا بنائے۔ آمین۔

(میاں ہدایت اللہ گورنمنٹ پنشنر۔ لاہور)

(۳) بابو فیض الحق خانصاحب کے ہاں اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو فرزند عطا فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ عزیز کو لمبی عمر عطا فرمائے۔

(خاکسار ضیاءالحق خاں عفی عنہ۔ راولپنڈی)

دعا

صوفی سلطان میر صاحب کا فرزند محمد عبداللہ بیمار ہے۔ احباب عزیز مذکور کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

(عبدالغفار احمدی بانڈی پور کشمیر)

(۲) میری اہلیہ عرصہ سے سخت بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان ۲۶ نومبر ۱۹۲۵ء

منافقین کی شرارتیں

چونکہ ہر ایک اس جماعت کے ساتھ جو خدا تعالےٰ اپنے کسی مامور اور مرسل کے ذریعہ قائم کرتا ہے۔ بیرونی مخالفین کے علاوہ کچھ اندرونی دشمن بھی لگے رہتے ہیں۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ جماعت احمدیہ کے خلاف بھی جسے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس زمانہ میں قائم کیا ہے۔ بیرونی دشمنوں کی شرارتوں کے علاوہ اندرونی دشمن بھی فتنہ انگیزی کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ ایسے لوگوں کو اسلام میں منافقین کہا گیا ہے۔ یہ گروہ فتنہ انگیزی کے لحاظ سے نہایت خطرناک ہوتا ہے۔ اور جوں جوں خدا تعالےٰ کی قائم کردہ جماعت ترقی کرتی جاتی ہے وہ بغض اور حسد میں جل کر اپنی شرارتوں میں بڑھتا جاتا ہے۔ چونکہ جماعت احمدیہ ہر لحاظ سے خدا کے فضل و کرم کے ساتھ مدارج ترقی طے کر رہی ہے۔ اور منافقین اسے نقصان پہنچانے میں ایڑی سے لیکر چوٹی تک کا زور لگا رہے ہیں۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسی سال کی مجلس مشاورت میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے منافقین کے متعلق جو ارشاد فرمایا۔ اسے درج اخبار کیا جائے۔

حضور نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں منافقین کی فتنہ انگیزیوں اور شرارتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"کوئی جماعت کسی بڑے آدمی کی خواہ وہ خلیفہ ہو یا نبی حتےٰ کہ خاتم النبیین کے زمانہ میں بھی ایسی نہیں گذری جس میں منافق نہ ہوں۔ مسلمانوں نے یہ بات بھلائی۔ اور آج وہ بھی اور ہم بھی اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ کیا اس قسم کی حدیثیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے زینب کو ننگا دیکھا۔ اور اس پر عاشق ہو گئے مخلص صحابہؓ نے بیان کی ہیں؟ اگر نہیں تو کہاں سے آئیں؟ مسلمانوں نے غلطی سے یہ سمجھ لیا۔ کہ جس نے کہا میں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مانا ہے۔ اس نے جو بات کہی وہ درست ہے۔ حالانکہ منافقوں کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے۔ اور ان کی شرارتوں اور فتنہ انگیزیوں کا بار بار ذکر ہے۔

جب رسول کریم کی خوبیاں بیان کی ہوئی باقی رہ گئیں۔ تو کیا منافق گزر گئے تھے۔ کہ ان کے طعنے جو وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے۔ باقی نہ رہے۔ باقی تو رہے مگر مسلمانوں نے غلطی سے ان کو صحیح مان لیا صحیح حدیثوں میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ تک منافق رہے۔ پھر کیا یہ بات تسلیم کی جا سکتی ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کی آنکھوں کے سامنے جو لوگ آپ کے کیرکٹر پر طعنہ زنی کرتے تھے وہ بعد میں ایسے پارسا بن گئے۔ کہ رہے تو وہ منافق ہی مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف بری باتیں نہ پھیلاتے تھے۔ کوئی عقل تسلیم نہیں کر سکتی کہ انہوں نے اپنی اس روش کو چھوڑ دیا ہو۔ صحیح بات یہی ہے۔ کہ اسوقت بھی منافق تھے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف غلط باتیں مشہور کرتے تھے۔ اور اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے ہمیں گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بعض لوگ اس بات سے ڈر کر کہ شیعہ کیا کہیں گے۔ منافقوں کے پائے جانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ شیعہ ان لوگوں کو منافق کہتے ہیں۔ جو منافق نہ تھے۔ منافق اور تھے۔ اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقرب نہ تھے۔ انہوں نے دین کے لئے قربانیاں نہ کی تھیں۔ انہوں نے جہاد نہ کیا تھا۔ انہیں منافق کہنا حقیقت کا اظہار کرنا ہے۔ مگر جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقرب تھے جنہوں نے اپنی جان و مال خدا کی راہ میں لٹا دیا۔ وہ منافق نہ تھے۔ پس یہ کوئی ڈرنے کی بات نہیں ہے۔ ان واقعات کو ہم کہاں لے جائیں۔ کہ ایسے لوگ تھے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر طعنے کرتے تھے۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ اس عقیدہ پر شیعہ کیا اعتراض کر سکتے ہیں۔"

اس کے بعد حضور نے جماعت احمدیہ میں منافقین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"پس اگر منافق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے۔ اور آپ کے بعد بھی رہے۔ اور سب مسلمان ان کو نہ پہچان سکتے تھے۔ بعض پہچانتے تھے تو کیونکر۔ یہ تسلیم کر لیا جائے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جبکہ اتنی تکلیفیں نہیں جتنی اسوقت تھیں۔ کوئی منافق نہیں ہے۔ اگر منافق ہیں۔ اور یقیناً ہیں۔ تو کیا ان کا یہی کام نہیں ہوگا۔ کہ خلیفہ پر اور سلسلہ کے کام کرنے والوں پر طعنہ زنی کرتے رہیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان کے فتنہ سے بچنے کا یہ طریق ہے۔

واذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ لاتبعتم الشیطٰن الا قلیلاً ط کہ جب امن یا خوف کی کوئی بات انہیں پہنچتی ہے تو اسے جھٹ پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کا یہ کام تھا کہ اسے رسول اور اولوا الامر اور ان لوگوں کے پاس جو استنباط کرنے والے ہوں لے جاتے۔ اگر وہ اس طرح نہیں کرینگے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ شیطان کے پیچھے چلیں گے۔

قادیان کی جماعت بھی ایسے لوگوں سے خالی نہیں۔ اور کوئی بعید نہیں کہ اس ہال میں بھی ایسے لوگ موجود ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کی مجلس میں ایسے لوگ اکڑ کر بیٹھتے تاکہ لوگ سمجھیں۔ کہ یہ بڑے مقرب ہیں۔ مگر جاننے والے جانتے تھے۔ کہ ابوبکرؓ کا قرب اور تھا۔ میں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں ہمیشہ پیچھے بیٹھے ہوتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب آپ کو کہتے کہ آگے آؤ۔ تو دیکھنے والے جانتے ہیں۔ آپ پسینہ پسینہ ہو جاتے۔ مگر منافق طبع لوگوں کو دیکھا ہے۔ آدمیوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے آتے اور سب سے آگے بڑھ کر بیٹھتے"

اسی سلسلہ میں حضور نے منافقین کی حسب ذیل علامتیں بیان کیں۔

"اگر ذرہ بھی عقل و فکر سے کام لیا جائے۔ تو میرے نزدیک منافقوں کا پہچاننا مشکل بات نہیں۔ ان کے متعلق یہ باتیں یاد رکھنی چاہئیں۔ اوّل وہ دین میں عملی لحاظ سے کمزور ہونگے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اور قرآن کریم میں بھی آیا ہے۔ کہ وہ نمازوں میں سست ہوتے ہیں۔ دوسری علامت جو قرآن کریم سے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یہ ہے کہ جھوٹ بولتے ہیں۔ تیسری علامت جو قرآن کریم اور رسول کریم نے بتائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان میں عیب جوئی کی عادت ہوتی ہے۔ مومن کی نظر تو اپنے دل پر ہوتی ہے۔ کہ مجھ میں کتنے عیب ہیں۔ مگر منافق دوسروں کے عیب تلاش کرتا رہتا ہے۔ دیکھو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جسقدر قربانیاں کیں۔ وہ ظاہر ہیں۔ مگر مرتے وقت وہ کہتے ہیں یا الٰہی میں آپ سے کچھ نہیں مانگتا۔ میری صرف یہی خواہش ہے۔ کہ میری کمزوریاں معاف کر دیجئو۔ مگر منافق دوسروں کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ یا یوں کہتے ہیں کہ ہم تو گندے سہی۔ مگر ہمارا کیا ہے۔ فلاں فلاں آدمی میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ مگر یہ بھی اپنی بریت کا ایک طریق ہوتا ہے۔ چوتھی علامت یہ ہے اور یہ بھی قرآن کریم سے معلوم ہوتی ہے۔ کہ منافق کے معاملات خراب ہوتے ہیں۔ اسکے ذہن میں ایک ہی بات ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ لینا ہے دینا کسی کو نہیں۔ پانچویں علامت یہ ہے کہ منافق کو گالیوں کی عادت ہوتی ہے۔ فحش کلامی کرتے رہتے ہیں۔

یہ بہت موٹی موٹی باتیں ہیں جنہیں ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ مجھ سے اگر کوئی کہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب میں کوئی خوبی نہیں۔ تو میں کہوں گا۔ یہ جھوٹ ہے جس طرح ابوجہل میں بھی کچھ نہ کچھ خوبی تھی۔ اسی طرح ان میں بھی ہے۔ پھر کس طرح ہو سکتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی قائم کردہ جماعت میں کوئی خوبی نہ ہو۔ مگر ان لوگوں کی مجلسوں میں جب سنو گے عیب جوئی ہی سنو گے۔ پھر ایک خاص بات جس سے منافق کا پتہ لگانا نہایت آسان ہے۔ وہ یہ ہے کہ کوئی ان کا ذاتی جھگڑا ہوگا جس پر

ان کی بیان کردہ برائی کی بناء ہوگی۔ اور ہم اُسے کہہ سکتے ہیں کیا اس برائی کا تمہیں آج پتہ لگا ہے۔ جب تمہارا کوئی ذاتی جھگڑا پیدا ہوگیا عجیب بات ہے۔ آج اگر کوئی سلسلہ سے علیحدہ ہوتا ہے۔ تب اُسے نقائص اور برائیوں کا پتہ لگتا ہے کسی پر کوئی مقدمہ ہوتا ہے۔ اور اس میں اسے سزا دیجاتی ہے۔ تو اس دن اُسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ خرابی ہے۔ پہلے نہیں پتہ لگتا۔ ان باتوں سے معلوم ہوسکتا ہے کہ جس قدر اعتراض کئے جاتے ہیں۔ وہ خود غرضیوں کے نتیجہ میں ہوتے ہیں"۔

ان علامات سے ان منافقین کا نہایت آسانی کے ساتھ پتہ لگ سکتا ہے۔ جو زبانی طور پر فتنہ انگیزی کی کوشش کریں۔ لیکن اس زمانہ میں ان لوگوں نے یہ طریق بھی اختیار کر رکھا ہے۔ کہ دشمنان سلسلہ کو غلط اور جھوٹی خبریں بھیجتے رہتے ہیں۔ تاکہ اس طرح جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچائیں۔ اور وہ دشمن جو پہلے ہی احمدیت کے خلاف غلط سے غلط باتیں شائع کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اپنی طرف سے رنگ آمیزی کرکے شائع کر دیتے ہیں۔ اُن میں سے "پیغام صلح" اور "اہلحدیث" کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مرکز کے حالات سے واقفیت رکھنے والے حضرات تو ان دشمنان سلسلہ کے دھوکہ میں نہیں آسکتے۔ لیکن وہ احباب جو مرکز میں کم آتے ہیں۔ انہیں اس قسم کی باتوں پر یک بیک یقین نہیں کرلینا چاہیئے۔ اور سمجھ لینا چاہیئے کہ اس قسم کی خبر پہنچانے والا شخص اگر اپنے آپ کو صادق سمجھتا۔ اور اس کے پاس کوئی ثبوت ہوتا۔ تو وہ دوسرے کے کندھے پر بندوق رکھکر چلانے کی کیوں کوشش کرتا۔ اور کیوں منافقت کا نقاب اپنے منہ پر ڈالے رکھتا ۔

پس ہماری جماعت کے احباب کو کبھی منافقین کی باتوں میں نہ آنا چاہیئے۔ کہ ان کی غرض سوائے فتنہ انگیزی کے اور کچھ نہیں ہوتی۔ سو اگر اس امر کے متعلق کچھ دشمنان سلسلہ کے ذریعہ معلوم ہو۔ مرکز کی طرف رجوع کرنا چاہیئے ۔

سید عطاء اللہ صاحب اور احناف

سید عطاء اللہ شاہ صاحب جو اپنے اقوال اور افعال کی بناء پر اخبار "الفقیہ" امرتسر سے "فتنہ گر قوال" اور اخبار "سیاست" لاہور سے "مسخرۃ العلماء" کے خطاب حاصل کرچکے ہیں۔ ۱۷ نومبر کو لاہور کی ایک مسجد میں تقریر کرتے ہوئے جاہل احناف کے آگے ناک رگڑ۔ اور یہانتک کہدیا۔ کہ میرے نزدیک مولوی دیدار علی پیر جماعت علی شاہ اور دوسرے وہ لوگ جن سے مجھے بعض مسائل میں اختلاف ہے۔ مسلمان ہیں۔ مولوی لوگوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے یہ بھی کہا۔ کہ "البتہ مجھے قادیانی جماعت کے ساتھ اتحاد عمل کی کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی"۔ (زمیندار ۱۸ نومبر)

لیکن وائے قسمت کہ اس پر بھی کسی نے نہ صرف انہیں منہ نہ لگایا۔ بلکہ جب انہوں نے ایک اور مسجد میں "وعظ" کرنے کی کوشش کی۔ تو سختی کے ساتھ روک دیا۔ اور کہدیا۔ "تم وہابی ہو۔ اور یہاں حضرت شاہ محمد غوث کا مزار ہے۔ اس لئے تمہیں یہاں تقریر وغیرہ کرنے کی اجازت نہیں مل سکتی"۔

اس ذلت کے بعد بھی جب انہوں نے تقریر کرنے پر اصرار کیا۔ تو پولیس نے آکر کہدیا کہ "تم لاہور میں کوئی وعظ وغیرہ نہیں کرسکتے"۔ یہ سن کر آپ باجون وچرا کئے چلے آئے۔

اس سے انہیں معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ وہ زمانہ گیا جب احمدیوں کے خلاف بیہودہ سرائی کرکے وہ لوگوں میں اثر و رسوخ حاصل کرسکتے تھے۔ اب ان کی غلط بیانیوں پر کوئی یقین کرنے کے لئے تیار نہیں ۔

روزہ داری میں حکمت

لاہور کے مشہور اور کامیاب حکیم پنڈت ٹھاکر دت صاحب موجد امرت دہارا نے ۱۲ نومبر سے فاقہ کشی شروع کی ہے جس کے متعلق انہوں نے ایک طویل مضمون شائع کیا۔ اور اس کے اغراض اور فوائد پر روشنی ڈالی ہے۔ ایک وجہ تو وہ یہ لکھتے ہیں۔ کہ امریکہ میں کئی ایسے شفا خانے ہیں جہاں تمام امراض کا علاج فاقے کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ مگر خاص ضرورت جو انہیں پیش آئی ہے۔ وہ انہوں نے یہ بتائی ہے کہ میں نے سوامی کرشنا سند سے "ہٹہ یوگ" کا عمل سیکھنے کی درخواست کی تھی۔ انہوں نے کہا۔ تمہارا پیٹ بڑا ہے۔ اور اس عمل کے لئے معدہ ٹایٹ ہونا چاہیئے اس لئے میں نے تہیہ کرلیا ہے کہ میں فاقہ کشی کے ذریعہ اپنے پیٹ کو چھوٹا کروں۔ اور اس کے اثرات کا اندازہ لگا کر دوسروں کو فائدہ پہنچاؤں ۔

اس سے اسلام کے اس حکم کی حکمت کا پتہ لگتا ہے۔ جو سال میں مسلسل ایک ماہ روزے رکھنے کے متعلق ہے۔ اور جس پر عمل کرنا ہر اس مسلمان کا فرض ہے جو جسمانی لحاظ سے اس کی برداشت کی طاقت رکھتا ہے ۔

ابھی چند دن ہوئے ایک آریہ اخبار نے روزہ کو بے فائدہ فاقہ کشی قرار دیتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ یہ ایسا حکم ہے جو اسلام نے خواہ مخواہ اپنے پیروؤں کو دے رکھا ہے۔ مگر اب خود ایک مشہور ہندو نے جو حکیم بھی ہے۔ اپنے عمل سے ثابت کردیا ہے۔ کہ فاقہ کشی ایک نہایت مفید اور ضروری چیز ہے ۔

تعدد ازدواج اور اخبار تنظیم

اخبار تنظیم (۱۵ نومبر) مصطفےٰ کمال پاشا کی حمایت میں ایک نوٹ لکھتا ہوا رقمطراز ہے۔

"مسلمان ایک سے زائد بیویاں کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کو اس کی اشد ضرورت ہو۔ اور وہ بھی اس صورت میں کہ وہ پورا انصاف قائم رکھ سکے۔ جو نہیں رکھا جاسکتا"۔

معلوم نہیں ان الفاظ سے معاصر موصوف کا کیا مطلب ہے۔ ایک طرف تو کہا گیا ہے۔ کہ مسلمان ایک سے زائد بیویاں کرسکتا ہے۔ اور دوسری طرف ایک سے زائد بیویاں کرنے کے متعلق جو شرط ہے کہ عدل قائم رکھا جائے۔ اس کی نسبت بتایا گیا ہے کہ وہ قائم ہی نہیں رکھا جاسکتا۔ گویا بقول تنظیم اسلام میں تعدد ازدواج کی اجازت تو ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ایسی شرط لگادی گئی ہے جو کبھی کوئی انسان پوری نہیں کرسکتا۔ اس لئے اجازت کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہوا۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس اجازت کے دینے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ معاصر موصوف کو یاد رہنا چاہیئے کہ اسلام کی شان سے بالکل بعید ہے۔ کہ وہ اپنے ماننے والوں کو اس قسم کی الجھنوں میں ڈالے۔ کہ ایک طرف تو ایک کام کرنے کی اجازت دے اور دوسری طرف کہدے تم اسے کرنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ تعدد ازدواج کا مسئلہ ایسا مسئلہ ہے۔ جس پر بڑے بڑے بزرگ اور خدارسیدہ انسان عمل کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی کرسکتے ہیں۔ پس یہ کہنا غلط ہے کہ تعدد ازدواج میں جس عدل کا حکم ہے وہ کیا ہی نہیں جاسکتا۔ ہاں یہ درست ہے کہ وہ آسان کام نہیں۔ اس کے لئے بڑی ہمت بڑی کوشش اور بڑے حوصلہ کی ضرورت ہے۔ اور سب سے بڑھکر خدا کے خوف کی ۔

کتاب "رنگیلا رسول" کا مقدمہ

اس نام کی ایک کتاب کے متعلق جو آریوں نے محض مسلمانوں کی دل آزاری اور تکلیف دہی کے لئے شائع کی۔ کچھ عرصہ سے حکومت پنجاب کی طرف سے مقدمہ دائر تھا۔ لیکن ملزم کا بیان اور اس کے گواہوں کی شہادتیں اس رنگ میں ہوئیں۔ کہ جن سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزید ہتک ہوتی تھی۔ اس پر حکومت کو پھر توجہ پیدا ہوئی۔ اور اس کی طرف سے ہائیکورٹ میں یہ درخواست دی گئی کہ اس مقدمہ کی مسل پر جو شہادت آچکی ہے۔ اُسے حذف کردیا جائے۔ اور سماعت اس بنا پر ہو کہ اس کتاب کی اشاعت سے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا ہے یا نہیں جسٹس مارٹینو نے ۱۳ نومبر اس درخواست کی سماعت کی۔ سرکار کی طرف سے جناب چوہدری ظفراللہ خانصاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لا پیروکار تھے۔ جنہوں نے اس قابلیت کے ساتھ معاملہ کو پیش کیا۔ کہ ملزم کا بہت بڑا حمایتی اخبار "پرکاش" (۲۲ نومبر) بھی لکھتا ہے۔ "مسٹر ظفراللہ خانصاحب خوب تیار ہوکر آئے تھے آپ کی تقریر اپنے پکش میں خوب زوردار تھی"۔ لیکن جج نے نگرانی نامنظور کردی۔ اب غالباً پھر پہلے طریق سے مقدمہ چلیگا۔ جو مسلمانوں کے لئے مزید دل آزاری کا باعث ہوگا۔ حکومت پنجاب کو چاہیئے۔ جلد سے جلد کسی عمدہ طریق سے اس کا انسداد کردے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

نماز باجماعت کی تاکید،

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ

فرمودہ ۲۰ ر نومبر ۱۹۲۵ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

نماز باجماعت ایمان کی جان ہے،

مجھے نہائت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ باوجود اس کے کہ نماز باجماعت کی تاکید ایسی شدت کے ساتھ آئی ہے۔ جس کے بعد مسلمان کہلاتے ہوئے کسی شخص کو انکار کی گنجائش رہتی ہی نہیں۔ لیکن پھر بھی ابھی تک بعض لوگ اس میں سستی کرتے ہیں۔ باجماعت نماز پڑھنے کی جس قدر تاکید کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ایمان کی جان اور روح ہے۔ اور ایمان کے بہت بڑے حصہ کا اس پر دارو مدار ہے۔

صبح اور عشاء کی نماز باجماعت نہ پڑھنے والا منافق ہے

مگر باوجود اس کے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں ساری نمازوں میں شامل نہ ہونے والا تو الگ رہا صبح اور عشاء کی نمازوں میں شامل نہ ہونے والا بھی منافق ہے۔ افسوس ہے بہت سے لوگ اس طرف جیسی کہ چاہیئے توجہ نہیں کرتے۔ میں نے بار بار توجہ دلائی ہے کہ نماز باجماعت میں سستی نہیں کرنی چاہیئے۔ مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھتا۔ کہ مسلمان کہلا کر پھر احمدی مسلمان کہلا کر اس قدر غفلت اور سستی کے کیا معنے ہیں؟

باجماعت نماز نہ پڑھنے والے

ہماری جماعت کا جو حصہ نماز باجماعت کی قدر نہیں کرتا یا اس کی اہمیت نہیں سمجھتا۔ میں اس کے متعلق یہ تو خیال ہی نہیں کر سکتا۔ کہ وہ مسلمان کہلاتا ہو اور نمازیں نہ پڑھتا ہو۔ مگر یہ بات میں ضرور کہوں گا۔ کہ وہ نمازیں پڑھنے میں سستی سے کام لیتا ہے اور اگر میرے مدنظر ان کی کم علمی۔ جہالت۔ نادانی یا بعض ایسی مجبوریاں جو بعض اوقات انسان کو لاحق ہو جاتی ہیں نہ ہوتیں تو میں یہی کہتا۔ کہ جو شخص نماز باجماعت نہیں پڑھتا۔ وہ مسلمان نہیں اور احمدی کہلانے کے لائق نہیں۔ مگر بہت سے لوگ جاہل ہوتے ہیں۔ جو اپنی جہالت کے سبب ایک شئے کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے۔ بہت سے کم علم ہوتے ہیں۔ جو اپنی کمئی علم کی وجہ سے ایک بات کے متعلق پورا پورا علم نہیں رکھتے۔ پھر بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو جاہل تو نہیں ہوتے۔ اور کم علم بھی نہیں ہوتے مگر مجبور ہوتے ہیں۔ اس لئے ایسے لوگ کسی حد تک رعایت کے مستحق ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ایک چنگا بھلا آدمی جو جاہل بھی نہیں۔ جو کمئی علم کے سبب ناواقف بھی نہیں۔ جس کے کان میں وقتاً فوقتاً یہ آوازیں بھی پڑتی رہی ہوں۔ کہ نماز باجماعت پڑھنے کی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے از حد تاکید فرمائی ہے۔ وہ اگر اس میں غفلت کرے۔ اور سستی سے کام لے۔ تو وہ کسی رعایت کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ رعایت کیا اس کے ذمے تو گناہ لگ رہا ہے۔ کہ واقفیت رکھتے ہوئے بھی وہ ایک ایسی بات کے کرنے میں غفلت کرتا ہے۔ جس کے متعلق بہت ہی تاکید کی گئی ہے۔

تارک نماز مسلمان نہیں

پس میرے نزدیک جو نماز نہیں پڑھتا۔ وہ مسلمان نہیں۔ مسلمان منہ سے نہیں بنا جاتا۔ کوئی شخص اتنا کہہ دینے سے کہ میں مسلمان ہوں مسلمان نہیں ہو سکتا۔ مسلمان بننے کے لئے عملی صورت ہونی چاہیئے۔ اور وہ عملی صورت سوائے نماز کے اور کوئی نہیں۔ پس جب تک ایک شخص جو منہ سے کہتا ہے۔ کہ میں مسلمان ہوں نماز باجماعت نہیں پڑھتا۔ وہ مسلمان کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔ نماز معمولی سی چیز نہیں۔ بلکہ یہ وہ چیز ہے۔ جو ایک شخص کو بہت سی بدیوں اور برائیوں سے بچاتی ہے۔ یہ ایک مسلمان اور غیر مسلمان کے درمیان امتیاز پیدا کرنے والی چیز ہے۔ ایمان اور کفر کے درمیان کا پردہ نماز ہی ہے۔ لیکن نماز باجماعت

نماز باجماعت بڑا اہم مسئلہ ہے

نماز باجماعت معمولی مسئلہ نہیں۔ بلکہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ ایمان اور اسلام کا فرق دکھانے والا مسئلہ ہے۔ اس سے ایک شخص کے ایمان اور اسلام کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور اس کے اخلاص اور محبت کا پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ جو ایمان کا دعوےٰ کرتا ہے۔ کیا وہ اس دعوے کے ساتھ اخلاص اور محبت بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔ یا صرف ایمان کا دعویٰ ہی دعوےٰ کرتا ہے۔ پس نماز باجماعت کے مسئلے سے ایک شخص کے متعلق ان سب باتوں کا امتحان ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ کوئی چھوٹا سا مسئلہ نہیں۔ کہ اس کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ بلکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اور اس کیطرف ہر ایک شخص کو پوری پوری توجہ کرنی چاہیئے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ صبح اور عشاء کی نمازیں جماعت کے ساتھ نہ پڑھنے والا منافق ہے۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ ان کے متعلق کیا فرماتے۔ جو پانچ پانچ یا چار چار یا تین تین نمازوں میں نہیں آتے۔ اور انہیں جماعت کے ساتھ ادا نہیں کرتے۔

باجماعت نمازیں نہ پڑھنے والا منافق ہے

ایسے لوگ جو باجماعت نمازیں نہیں پڑھتے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ جب ہم گھر میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ تو کیا حرج ہے۔ اور یہ کوئی عیب نہیں کہ ہم باجماعت نمازیں نہیں پڑھتے۔ مگر ایسا سمجھنے میں وہ غلطی پر غلطی کرتے ہیں۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں دو نمازیں بھی اگر باجماعت نہ پڑھی جائیں تو منافق ہو جائیں۔ اور اب اگر ساری نمازیں باجماعت نہ پڑھی جائیں۔ تو خیال کیا جائے کہ ہم منافق نہیں یہ کس قدر بے ہودگی ہے۔ کہ نمازیں تو باجماعت نہ پڑھیں۔ مگر یہ امید رکھیں۔ کہ خدا تعالےٰ ہم سے وہ سلوک کرے۔ جو سب نمازوں کو باجماعت پڑھنے والوں کے ساتھ کرتا ہے۔ یاد رکھو۔ مسجدوں کو چھوڑ کر گھروں پر بلا عذر نمازیں پڑھنے والے با اخلاص نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی منافق نام دھرانے سے بچ سکتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں۔ کیا وجہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت تو عشا اور صبح کی نمازیں باجماعت نہ پڑھنے سے لوگ منافق بن جائیں۔ مگر اس وقت ایسا کرنے پر منافق نہ ہوں۔ اگر اس زمانہ کے لوگ ان دونوں نمازوں کو باجماعت ادا نہ کرنے کے سبب منافق تھے۔ تو اس وقت کے لوگ بھی ایسا کرنے پر ضرور منافق ہیں۔

نمازوں میں سست احمدی

اس وقت کی حالت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہماری جماعت سے ایک طبقہ عشا اور صبح کی نمازوں میں غیر حاضر ہوتا ہے۔ اور یہ ایک قابل افسوس بات ہے کہ ہم احمدی کہلا کر بھی وہ باتیں کریں جو منافق بنا دیں۔ یہاں قادیان میں ہی اگر کوئی شخص ظہر و عصر کی نمازوں میں آنے والوں کو دیکھے اور پھر صبح اور عشا کی نمازوں میں پھر جائے۔ تو اسے معلوم ہو جائے گا۔ کہ کثرت سے لوگ ان دو نمازوں میں نہیں آتے۔ اور ایسے لوگ جو ان دو نمازوں میں نہیں آتے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت تو منافق ہوں اور ہمارے وقت میں نہ ہوں۔ یہ ایک ناممکن بات ہے۔ ان دو نمازوں میں نہ آنے والے لوگ اسی طرح منافق ہیں۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں ان دونوں نمازوں میں نہ آنیوالے منافق تھے۔ پس تم جو احمدی ہوئے ہو۔ تو دیکھو اور سوچو کہ کیا منافق بننے کے لئے احمدی ہوئے ہو۔ کیا یہ افسوس کا مقام نہ ہو گا۔ کہ باوجود طرح طرح کی تکلیفوں کے جو احمدی بننے کے لئے تم نے برداشت کیں؟ باوجود طرح طرح کی مشکلات کے جو اس رستے میں تمہیں جھیلنی پڑیں۔

باوجود طرح طرح کے جھگڑوں اور طرح طرح کے فسادوں کے یہاں رہ کر انتخاب کرنے کے سبب رشتہ داروں سے اور دوستوں اور دوسرے لوگوں سے تعلقات نہیں کر سکے۔ پھر بھی تم منافق کے منافق ہی رہو۔ صرف اس لئے کہ تم نے نفس پر تھوڑی تکلیف اٹھانے سے پرہیز کیا۔ جو منافق بننے سے بچا سکتی ہے۔ اور ذرا سی سستی سے نفاق کی طرف اتنا بڑھے۔ ہم ان لوگوں کا ہوں جنہوں نے گھروں کو۔ وطنوں کو۔ خویش و اقارب کو۔ دوستوں کو دور اور چیزوں کو چھوڑا۔ اور یہ سمجھ کر چھوڑا۔ کہ قادیان میں جاکر کچھ حاصل کریں گے۔ مگر وہ یہاں آکر حاصل کرتے کرتے اپنے کو اور الگ ہو گئے۔

بیرونجات کے احمدیوں کی معذوری

باہر کے لوگ با جماعت نماز کے متعلق عذر کر سکتے ہیں۔ اور ان کا عذر ایک حد تک درست بھی ہے۔ کیونکہ مختلف جگہوں پر جماعتیں ہیں۔ اور ان کے افراد بکھرے ہوئے ہیں۔ اور مسجدیں دور دور ہیں۔ ان کے لئے یہ ایک تکلیف مالا یطاق ہے۔ کہ وہ پانچوں نمازوں کے لئے اپنی مسجد میں آئیں۔ وہ ہر جگہ قادیان کی طرح اکٹھے ہی ایک جگہ پر نہیں ہیں۔ بلکہ اپنے شہروں میں مختلف مقامات پر رہتے ہیں۔ اس حالت میں وہ کس طرح پانچوں نمازوں میں اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ وہ مجبور ہیں۔ ان کے لئے پانچوں نمازوں میں آنا ایک تکلیف مالا یطاق ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو شریعت نہیں پکڑے گی۔

لاہور کا ذکر

مثلاً لاہور میں مسجد ایک جگہ واقع ہے۔ شہر بڑا وسیع ہے۔ اس کے مختلف حصوں میں احمدی آباد ہیں۔ اب اگر ان کو مسجد میں پانچوں نمازوں میں آنا پڑے۔ تو ان کے لئے یہ ایک ایسی تکلیف ہوگی۔ جو ان کی برداشت سے باہر ہے۔ اوسطاً دو میل کا فاصلہ سمجھ لو۔ اب اگر وہ دو دو میل سے آئیں۔ تو پانچوں نمازوں کے لئے انہیں بیس میل روزانہ مسافت طے کرنی پڑے۔ جو موجب تکلیف ہے۔ اتنا سفر تو ہرکارے بھی نہیں کرتے۔ پھر بلحاظ وقت کے ان پانچوں نمازوں پر ان کے بارہ چودہ گھنٹے خرچ ہو جائیں۔ اس طرح پھر وہ نمازوں ہی کے لئے رہیں۔ اور کوئی کام نہ کریں۔ لیکن یہ درست نہیں۔ کہ ایک شخص دن رات نمازوں میں ہی گذار دے۔ اور دوسرے فرائض ادا نہ کرے۔ پس ایسے حالات میں شریعت معاف کر دیتی ہے۔ مگر قادیان کی یہ حالت نہیں۔ یہاں لوگوں کے مکانات کچھ اتنے فاصلہ پر واقع نہیں۔ کہ وہ اگر پانچوں نمازوں کے لئے مسجد میں آئیں۔ تو کوئی دوسرا کام نہیں کر سکتے۔ پھر یہاں تو ہر محلہ میں مسجد ہے۔ اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔

قادیان میں آکر سب عذر ٹوٹ جاتے ہیں

جب کوئی شخص قادیان سے باہر ہوتا ہے۔ جہاں مسجد اس کے گھر سے فاصلہ پر واقع ہوتی ہے۔ وہاں اگر کوئی شخص نماز با جماعت نہیں پڑھتا۔ تو وہ معذور ہے۔ لیکن قادیان میں آکر یہ عذر ٹوٹ جاتے ہیں۔ یہاں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ کہ یہاں نمازیں با جماعت پڑھنا تکلیف مالا یطاق ہے۔ کیونکہ اول تو قادیان کی آبادی سے مسجدیں دور نہیں۔ پھر اس کی حالت تو مدینہ کی حالت سے ملتی ہے۔ یہاں ہر محلہ میں مسجد ہے۔ اگر کوئی مسجد مبارک میں نہیں آسکتا۔ تو اپنے محلے کی مسجد میں نمازیں ادا کر سکتا ہے۔ مگر باوجود اس کے اگر کوئی شخص پھر بھی گھر میں نمازیں پڑھتا ہے۔ اور مسجد میں نہیں آتا۔ تو وہ اپنے اندر نفاق کا مادہ رکھتا ہے۔ جو اسے روحانی ترقی نہیں کرنے دیتا۔

آخری علاج

ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں۔ تین دفعہ نہیں چار دفعہ نہیں بیسیوں دفعہ میں نے خطبات میں۔ درس میں۔ تقریروں میں کہا ہے۔ کہ نمازیں مسجدوں میں با جماعت پڑھو اور خاص کر صبح اور عشاء کی نمازیں ضرور ہی مسجدوں میں پڑھا کرو۔ لیکن افسوس کہ بعض لوگ نہیں مانتے۔ اس لئے اب ضروری ہے۔ کہ آخری علاج کیا جائے۔ اور وہ آخری علاج سوائے اس کے نہیں۔ کہ ایسے منافقوں کو الگ کر دیا جائے۔ تاکہ لوگوں کو پتہ لگ جائے۔ کہ یہ منافق ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی منافقین کو الگ کر دیا گیا تھا۔ پس یہاں بھی جب ایسا کیا جائے گا۔ تو کچھ اثر ہوگا۔ اس کے سوا مجھے کوئی اور تدبیر نظر نہیں آتی۔

منافقین کی علیحدگی

میں نے انہیں سختی سے بھی سمجھایا۔ اور نرمی سے بھی سمجھایا۔ غصہ سے بھی سمجھایا۔ اور دلیل سے بھی۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں۔ کہ ان پر اثر نہیں ہوتا۔ باوجود ہر چند سمجھانے کے پھر بھی وہی کرتے ہیں۔ جس پر پہلے قائم ہیں۔ اور اس بات کو سمجھتے ہی نہیں۔ کہ نماز با جماعت سے کیا فوائد ہیں۔ اس لئے اس کا یہی علاج ہے۔ کہ جو شخص اپنی اصلاح نہ کرے۔ اور اس بات کی اہمیت نہ جانے کہ نماز با جماعت کی کس حد تک تاکید ہے۔ اسے علیحدہ کر دیا جائے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے۔ تو اس سے دوسروں کو بھی جرأت ہوتی ہے۔ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ جب ان لوگوں پر جو نمازیں با جماعت پڑھنے کی پرواہ نہیں کرتے۔ کوئی گرفت نہیں ہوتی۔ تو وہ بھی سستی کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور ان کی دیکھا دیکھی نمازوں کو بجائے مسجدوں میں پڑھنے کے گھروں میں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ چونکہ دوسروں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے میری ذمہ واری کے لحاظ سے میرا یہ فرض ہے۔ کہ میں ایسے لوگوں کو الگ کر دوں۔

مہمانوں میں سستی

میں دیکھتا ہوں۔ مہمان جو باہر سے آتے ہیں۔ وہ بھی با جماعت نمازوں میں سستی کرتے ہیں۔ باہر سے تو دین سیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ مگر یہاں آکر نمازوں میں بھی سستی کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ مسجد مبارک میں بھی جو بالکل مہمان خانہ کے قریب ہے نہیں آتے۔ پھر قرآن شریف کا درس ہوتا ہے۔ اس میں بھی نہیں آتے عام طور پر مہمان عشاء اور صبح کی نمازوں میں تو ضرور ہی سستی کرتے ہیں۔

عام سفر اور حج کے سفر میں فرق

اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ وہ سفر میں ہوتے ہیں۔ لیکن سفر سفر میں بھی فرق ہے۔ عام سفر کی حالت اور قادیان کے سفر میں فرق ہے۔ سفر میں بے شک قصر کر سکتا ہے۔ لیکن قادیان میں چونکہ اور غرض کے لئے آتا ہے۔ اور یہاں آنے سے اس کی غرض عبادت ہوتی ہے۔ دین سیکھنا ہوتی ہے۔ نفس کی اصلاح مدنظر ہوتی ہے۔ اس لئے یہاں آکر عبادت زیادہ کرنی چاہیئے۔ نہ کہ سستی اختیار کرنی چاہیئے۔ سفر میں بیشک شریعت نے سہولتیں رکھی ہیں۔ اور قصر کی اجازت دی ہے۔ مگر حج کے لئے جو سفر اختیار کیا جاتا ہے۔ کیا وہاں عبادتیں معاف ہو جاتی ہیں۔ یا ان میں کمی کی جاتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہاں تو اور بھی زیادہ عبادتیں کی جاتی ہیں۔ کیونکہ وہ عبادتیں کرنے کا خاص موقعہ ہوتا ہے۔ پس قادیان کے سفر اور دوسرے سفروں میں فرق ہے۔ یہاں آکر عبادتیں کرنی چاہئیں۔ اور دین سیکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی شخص ان رخصتوں کو جو شریعت نے سفر کے لئے رکھی ہیں۔ ایسے موقعہ پر بھی استعمال کرے۔ تو وہ اپنی نیکیوں اور اپنی عبادتوں کو ضائع کرتا ہے۔ اور ان موقعوں کو کھوتا ہے۔ جو اس کی روحانی ترقی کے لئے پیدا ہوئے۔

درس میں مہمان کم آتے ہیں

پھر میں نے دیکھا ہے۔ درس میں بھی مہمان کم آتے ہیں۔ حالانکہ درس میں آنا ان کے لئے بہت ضروری ہے۔ اتنی دور سے جو چل کر آتے ہیں۔ اور اتنا خرچ برداشت کر کے جو یہاں پہنچتے ہیں۔ تو کیا اس لئے کہ بغیر کچھ حاصل کئے واپس چلے جائیں؟ مہمانوں کے درس میں کم آنے کی ایک وجہ یہ بتائی جاتی ہے۔ کہ عین اس وقت مہمانخانہ میں کھانا بٹتا ہے۔ جب کہ ادھر درس کا وقت ہوتا ہے۔ اور مہمان اگر اس وقت اپنا کھانا نہ لیں۔ تو بعد میں ان کو کھانا ملنے میں کسی قدر دقت اور تکلیف ہوتی ہے۔

مہمان نوازی کو بھولے حکم پر تعجب

لیکن تعجب ہوگا۔ اس حکم پر جس کی غرض ہی یہ ہو۔ کہ وہ لوگوں کے لئے دین سیکھنے میں سہولت کی وجہ بنے۔ اور لوگ دنیاوی اور ترددوں سے بے فکر ہو کر اس صداقت کے پانے کی کوشش کریں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام دنیا میں لائے۔ گو یہی

محکمہ یہاں آنے والوں کے لئے دین سیکھنے میں روک ہو۔ کہ اس نے کھانا تقسیم کرنے کا وقت ایسا رکھا ہوا ہے جو درس کا ہے۔ اب لوگ کھانا کھائیں یا درس سنیں۔ اس لئے وہ مجبور ہیں کہ کھانا کھائیں۔ چونکہ لوگ فاقہ کے عادی نہیں۔ اور نہ فاقہ کرسکتے ہیں۔ اس لئے وہ کھانا کھانے کیلئے درس سے رہ جاتے ہیں۔ میرے نزدیک منتظمین لنگر خانہ کا اس وقت کھانا تقسیم کرنا جو کہ درس کا وقت ہے۔ اور درس میں شامل ہونے والوں کے لئے روک پیدا کرنا سخت غداری ہے۔ لیکن درس تو خیر دوسرے درجے پر ہے۔ یہاں نمازوں میں شامل ہونے سے بھی مہمان رہ جاتے ہیں۔ جو سب سے مقدم فرض ہے۔

پس میں آج کے خطبہ میں جماعت کے لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ باجماعت نماز فرض ہے۔ اور ایسا فرض ہے جو سوائے کسی خاص عذر کے ترک کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ جس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے

قریب تر کی مسجد میں نماز پڑھنی چاہیئے

باجماعت نماز قریب ترین مسجد میں پڑھنی چاہیئے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کئی لوگ مسجد مبارک کے پاس سے گذر کر بڑی مسجد میں چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہاں کسی قدر جلدی نماز ہو جاتی ہے۔ ہم دوسری یا تیسری رکعت میں ہوتے ہیں کہ مدرسہ احمدیہ کے طالب علم نماز پڑھکر واپس آ رہے ہوتے ہیں۔ جن کے شور سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ اب واپس آ رہے ہیں۔ کیونکہ وہ آتے ہوئے اس طرح شور مچاتے آتے ہیں۔ کہ لے معلوم ہوتا ہے جیسے بھیڑوں کا گلہ آ رہا ہے۔ ان کے آنے کے وقت ہم دوسری یا تیسری رکعت پڑھ رہے ہوتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کوئی پندرہ بیس منٹ کا آگا پیچھا ہوتا ہے۔ اس پندرہ بیس منٹ کے عرصہ کے لئے مسجد مبارک کے پاس سے گذر کر دوسری مسجد میں جانا کہاں تک ان کی روحانیت پر دلالت کرتا ہے۔

پس جو پندرہ بیس منٹ کے لئے مسجد مبارک کو چھوڑ کر جو ان کے قریب بھی ہے۔ دوسری مسجد میں جاتے ہیں۔ انہیں بھی اپنی روحانیت کی نگرانی کرنی چاہیئے۔

مسجد مبارک کی خصوصیت

ایسا شخص جو مسجد مبارک کو اس خیال سے چھوڑ کر کہ اس میں ذرا دیر سے نماز ہوتی ہے۔ دوسری مسجد میں اس لئے جاتا ہے کہ اس میں نماز ذرا جلدی ہو جاتی ہے۔ اسے اگر یہ معلوم ہوتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مسجد کے متعلق کیا کیا الہام ہیں۔ اور کیسے کیسے وعدے خدا تعالےٰ کے اس کے متعلق ہیں۔ تو وہ کبھی کسی دوسری مسجد میں جانے کا نام نہ لیتا خواہ نماز کی انتظار میں اُسے آدھی رات ہی کیوں نہ ہو جاتی۔

پس اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان رکھتا اور اس بات پر بھی ایمان رکھتا ہے کہ خدا کے وعدے سچے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ سے بھی اُس نے مسجد مبارک کے متعلق بعض وعدے کئے ہوئے ہیں۔ تو خواہ لنگڑا بھی ہوتا تو بھی آتا۔ اور لنجا بھی ہوتا تو بھی وہ پہنچتا۔ اور ہرگز یہ بات گوارا نہ کرتا کہ وہ اس مسجد کو چھوڑ کر کسی اور مسجد میں جا کر نماز پڑھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو اس مسجد کے پاس سے گذر کر دوسری جگہ میں جاتے ہیں۔ یا تو ان کے اندر نفاق کا مادہ ہے یا انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان نہیں۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص کو حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان بھی ہو اور پھر وہ اس مسجد کے پاس سے گذر کر دوسری جگہ نماز پڑھنے کے لئے چلا جائے۔ ایسے بھی تو لوگ ہیں۔ جو سردیوں میں ٹھٹھرتے ہوئے دور سے آ کر اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ میں ایسے لوگوں کو بھی جانتا ہوں جو اس مسجد سے بہت زیادہ فاصلہ پر رہتے ہیں۔ لیکن خواہ کچھ ہو پانچوں نمازیں مسجد مبارک میں آ کر پڑھتے ہیں۔ وہ لوگ جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خدا نے وعدے کئے ہوئے ہیں۔ اور اس مسجد کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات موجود ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ اس مسجد کی کیا قدر ہے۔ اور اس میں نماز پڑھنے سے کتنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

نگرانی چونکہ بار بار سمجھانے کے باوجود کچھ لوگ ہیں۔ جو نماز باجماعت کی پابندی نہیں کرتے۔ اس لئے اب میں نے یہ تجویز کی ہے کہ ہر محلہ میں ایسے آدمی مقرر کئے جائیں۔ جن کا کام یہ دیکھنا ہو کہ باقاعدہ لوگ نمازوں میں شامل ہوتے ہیں۔ یا نہیں۔ نمازوں میں نہ آنے والوں کی اگر وہ اطلاع نہ دینگے تو میں ان کو ذمہ وار قرار دونگا۔ عشاء کی نماز میں عام طور پر لوگ غیر حاضر ہوتے ہیں۔ اس لئے مختلف مسجدوں کے اماموں کا فرض ہے کہ وہ دیکھ بھال کریں کہ کون آتا ہے۔ اور کون نہیں۔ اور اپنے محلہ کے لوگوں کو نگاہ میں رکھیں۔ تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ کون باقاعدہ آتا ہے اور کون نمازوں میں آنے سے سستی کرتا ہے۔ تمام محلوں کی لسٹیں (فہرستیں) بنا کر ان کو دیجائیں۔ کہ فلاں فلاں شخص فلاں فلاں محلہ میں رہتا ہے پھر اس کے مطابق وہ دیکھیں کہ کیا محلے کے لوگ نماز میں آتے ہیں یا نہیں۔ ان کا فرض ہے کہ جب وہ چاہیں اس لسٹ کے مطابق ان کی پڑتال کریں۔ اس پڑتال کے لئے کوئی دن مقرر نہیں کیا جانا چاہیئے۔ بلکہ جس دن چاہے امام پوچھ لے۔ اس کام کے لئے ہر محلہ میں ایک ایک شخص مقرر کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اُن تمام لوگوں کے متعلق جو اُس کے محلے میں رہتے ہوں۔ پوری پوری واقفیت رکھے اور امام نماز جب چاہے ہفتہ میں ایک دن اس سے پوچھ لے کہ لاؤ اپنے محلے کے آدمی پیش کرو۔ اس کام کے لئے کوئی دن مقرر نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ جس دن امام چاہے اس بات کو پوچھ سکتا ہے اور دیکھ سکتا ہے کہ کتنے آدمی اس محلہ میں آباد ہیں اور کتنے نمازوں میں اور خصوصاً عشاء اور صبح کی نمازوں میں آتے ہیں۔

عادت سے اصلاح

بعض دفعہ عادت سے بھی اصلاح ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ اگر اس طرح کیا جائے تو ان لوگوں کو پھر عادت ہو جائے۔ کہ باجماعت نماز پڑھا کریں۔ اگر ایک شخص نماز میں سستی کرے اور اس کی سستی دور کرنے کے لئے کوئی کوشش نہ کی جائے تو اس کی سستی اور بھی بڑھتی ہے۔ جو بڑھتے بڑھتے بعض دفعہ اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ ایسا آدمی نماز پڑھنا ہی چھوڑ دیتا ہے۔ لیکن اگر سستی کرنے والے کی سستی دور کرنے کیلئے کوشش کی جائے اور اسے نمازوں میں نہ آنے پر بازپرس کی جائے تو وہ پھر آہستہ آہستہ سستی چھوڑنا شروع کر دیتا ہے۔ اور نمازوں میں باقاعدگی اختیار کر لیتا ہے

پس عادت بھی بعض اوقات اصلاح کا باعث ہو جاتی ہے۔ اس لئے کوشش کرنی چاہیئے کہ ایسے لوگوں کو نماز باجماعت کی عادت پڑ جائے۔ اور وہ مسجدوں میں آنا شروع کر دیں۔

کمزور طبقہ

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہاں آنے والے سارے ہی ایسے نہیں ہوتے جو محبت اور اخلاص سے آئے ہوں۔ بعض یہاں آنے والوں میں سے ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو بزدل اور کمزور ہوتا ہے۔ قادیان کا عشق ان کو یہاں نہیں لاتا۔ سلسلہ کی محبت سے وہ یہاں نہیں آتے بلکہ باہر کی تکلیفوں سے ڈر کر یہاں آتے ہیں۔ دلیری تو وہ کرتے ہیں کہ احمدی ہو جاتے ہیں مگر بعد میں جو تکلیفیں آتی ہیں اور جو مشکلیں پیدا ہوتی ہیں ان کے مقابلہ سے عاجز آ کر اور رشتہ داروں اور دوستوں اور دوسرے لوگوں کے آئے دن کے جھگڑوں سے تنگ آ کر یہاں آئے ہیں۔ تو ایک طبقہ کمزور آدمیوں کا ضرور یہاں ہے جو بعض کمزوریاں دکھاتا ہے مگر وہ طبقہ جو کمزور نہیں۔ اور اخلاص کے رنگ میں یہاں آیا ہے۔ اور ایمان اُسے یہاں لایا ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ کمزور طبقہ کو اپنے پیچھے لگاتا اور ان میں ایمانی ترقی پیدا کرتا۔ مگر وہ خود کمزوروں کے طبقے کے پیچھے ہو لیتا ہے۔ اگر اُسے اُن کے پیچھے ہی لگنا تھا تو قادیان آنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ قادیان نہ آنے کی صورت میں وہ اگر ترقی نہ کرتا تو تنزل بھی تو اختیار نہ کرتا۔ مگر افسوس ہے کہ وہ قادیان آتا تو اسلئے تھا کہ پہلے سے زیادہ روحانی ترقی کرے۔ لیکن یہاں آ کر ایسے لوگوں کے پیچھے لگ جاتا ہے جو دین میں کمزور ہوتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک سبزہ کھانے والی بکری اور ایک نجاست کھانے والی بھیڑ ہو۔ ایسے شخص نجاست کھانے والی بھیڑ کے پیچھے لگتے ہیں۔ اور سبزہ کھانے والی بکری کے پیچھے نہیں لگتے۔ اگر یہاں نماز کے چور اور نماز کے سست موجود ہیں تو دوسری طرف وہ بھی تو موجود ہیں۔ جو میل میل ڈیڑھ ڈیڑھ میل سے چل کر مسجد میں آتے ہیں۔ وہ کیوں کمزوروں کے پیچھے لگتے ہیں۔ اور کیوں ان کے پیچھے نہیں لگتے۔ جو میل میل ڈیڑھ ڈیڑھ میل دور سے آتے ہیں۔ اور اپنے اخلاص اور اپنے ایمان میں

پھر کفظ ترقی کر رہے ہیں۔ مگر ان کی رغبت اُن کی طرف تو ہے جو نمازوں میں سُستی کرتے ہیں۔ مگر ان سے انہیں کوئی مناسبت پیدا نہیں ہوتی۔ جو باسوا فاصلہ کے تکلیفوں کو بھی برداشت کرتے ہیں۔ مگر اپنے ایمان میں اور اپنے اخلاص میں کوئی کمزوری پیدا نہیں ہونے دیتے۔ اور نمازیں مسجدوں میں پڑھتے ہیں۔

جالینوس کا ایک واقعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ جالینوس ایک جگہ کھڑا تھا۔ ایک دیوانہ دوڑتا ہوا آیا اور آکر اس سے چمٹ گیا۔ جب جالینوس کو اس نے چھوڑا۔ تو اسنے کہا میری فصد کھلواؤ۔ اسپر لوگوں نے پوچھا۔ فصد کیوں کھلواتے ہو؟ کہنے لگا یہ دیوانہ جو آکر مجھکو چمٹ گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ میں بھی کوئی رگ جنون کی ہے۔ کہ یہ اوروں کو چھوڑکر مجھ سے چمٹا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے اندر بھی جنون کی کوئی رگ ہے جس سے اس دیوانہ کو مناسبت ہوئی۔ اور وہ میری طرف کھنچا آیا۔ تو ایسے آدمیوں کا اُدھر جھکنا اور ان کے پیچھے چلنا جو نمازوں میں سُست ہیں بتاتا ہے کہ انہیں بھی سُست لوگوں سے مناسبت ہے ؛

پس جب تک نماز باجماعت پر ہماری جماعت کا ہر شخص عامل نہ ہو میں نہیں کہہ سکتا کہ جماعت ترقی کی طرف قدم مار رہی ہے۔ اس لئے میں پھر کہتا ہوں کہ نماز باجماعت پڑھنے کی عادت ڈالو۔

بیماری کا عذر

تم میں سے کوئی نہ ہو جو نماز کے وقتوں میں مسجد میں موجود نہ ہو۔ سوائے بیمار کے۔ مگر یہ نہیں کہ ہر وقت ہی ایک شخص یہ کہے کہ میں بیمار ہوں۔ بیماری کبھی کبھی آتی ہے۔ ہمیشہ نہیں آتی۔ اور نہ ہی ایسی کوئی بیماری ہے جس سے ایک شخص صبح اور عشاء کے وقت بیمار ہوتا ہو۔ اور پھر تندرست رہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم بیماری کی وجہ سے مسجد میں نماز کے لئے نہیں آسکتے۔ وہ لوگ غفلت سے ایسا کرتے ہیں۔ کیونکہ بیماری ہمیشہ نہیں آتی۔

میری صحت ہمیشہ کمزور رہتی ہے۔ مگر ہمیشہ بیماری طبیعت پر غالب نہیں آتی۔ اکثر طبیعت بھی بیماری پر غالب آجاتی ہے۔ پس ہمیشہ کسی کا یہ عذر کہ میں بیمار ہوں قبول نہیں کیا جا سکتا۔ جو فی الواقع دائم المریض ہوتے ہیں اُن پر بھی وقفے آتے ہیں۔ کبھی اُن کی طبیعت بیماری پر غالب آجاتی ہے۔ اور کبھی بیماری طبیعت پر۔ ایسا کوئی بھی نہیں جو ہمیشہ ہی بیمار رہتا ہو۔ اور ہمیشہ ہی اس کی مرض اس کی طبیعت پر غلبہ پائے رکھے۔ پھر نہ ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ عشاء کے وقت یا صبح کے وقت کوئی بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ ہاں اسمیں کچھ شک نہیں کہ ایک دو مرضیں ایسی بھی ہیں جو صبح و شام کو زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ مثلاً دوران سر وغیرہ۔ مگر یہ ایسی نہیں کہ ان کا پتہ نہ لگ سکے۔ ایسی بیماری والے کا تو فوراً پتہ لگ سکتا ہے وہ چارپائی پر پڑا ہوتا ہے۔ ہاتھ پاؤں سرد ہوتے اور وہ سخت بیتاب ہوتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو ادھر اُدھر تو پھر لیتے یا کسی اور کام میں تو مصروف ہیں۔ اگر کہیں کہ ہم بیمار ہیں یا ہمیں فلاں وقت بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے نماز کے لئے نہیں آسکتے۔ تو وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اور ان کی سستی انہیں ایسا کہنے پر مجبور کرتی ہے۔

قادیان والوں کو تاکید

میں پھر قادیان کے لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ جب باہر سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ دین کی خاطر یہاں آئے ہو تو دینی فرائض میں سُستیاں نہ کرو۔ بلکہ یہاں آنے سے کچھ فائدہ حاصل کرو۔ تمہیں دیکھکر مہمان بھی سُستی کرنے لگ جاتے ہیں۔ پس تم سُستی چھوڑ دو تاکہ تمہیں سُستی کرتے دیکھکر باہر سے آنے والے بھی سُستی نہ کر سکیں۔ لیکن اگر تم سُستی ترک نہیں کرتے تو یاد رکھو کہ دو ہرا وبال تم پر پڑیگا۔ ایک تو تمہاری اپنی سُستی کا اور دوسرے ان لوگوں کا کہ جنکی سستیوں کے لئے تمہاری سُستیاں موجب ہونگی۔ پس تم ان سے بچو۔ تا تم خدا کی رحمت کے پانے والے بن سکو۔

ہماری یہاں کی تعداد کے لحاظ سے ایک ہزار کے قریب آدمی مسجدوں میں ہر نماز میں آنے چاہئیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ اسقدر لوگ نہیں آتے۔ عشاء کو زیادہ سے زیادہ پچاس چھوٹی مسجد میں آجاتے ہیں۔ اور بڑی مسجد میں چونکہ مدرسہ کے لڑکے بھی نماز پڑھنے جاتے ہیں۔ اس لئے ملا جُلا کر ایک سو پچاس کے قریب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر مختلف مسجدوں میں آنے والوں کو جمع کیا جائے تو چار پانچ سو کے قریب نمازوں میں جمع ہو جاتے ہیں۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ پچاس فیصدی لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ پچاس فیصدی نماز نہیں پڑھتے۔ اور سُستی کرکے منافق بن رہے ہیں۔

نگرانی کی ضرورت

اس حالت میں ایک ہی صورت رہ گئی ہے اور وہ یہ کہ نگرانی کی جائے۔ کہ کون آتا ہے اور کون نہیں آتا۔ اور جو نہیں آتا اسے تنبیہ کی جائے اور اگر وہ اصلاح نہ کرے تو اسے علیحدہ کر دیا جائے۔

پس یا تو سستی کرنے والے سُستی ترک کردیں اور باقاعدگی اختیار کریں اور نمازیں مسجدوں میں پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ یا پھر اس کٹے ہوئے جسم کی طرح ہو جائیں جسے اکارت اور مضر سمجھکر کاٹ کر پھینکدیا جاتا ہے۔ روز روز کی تکلیف نہیں برداشت کی جاسکتی۔ روز روز کے دکھ کی نسبت یہ بہتر ہے کہ ایک دفعہ کی تکلیف برداشت کرلی جائے۔ اور ایسے لوگوں پر ایک دن رو کر یہ سمجھ لیں کہ وہ ہمارے نزدیک روحانی طور پر مر گئے ہیں۔ گو میں بددعا نہیں کرتا کہ ایسے لوگ مر جائیں بلکہ دعا کرتا ہوں کہ زندہ رہیں کیونکہ وہ یہاں زندہ رہنے کے لئے آئے ہیں۔ مگر نہ میں نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور نہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کی روحانی زندگی کے لئے کچھ کر سکتے ہیں۔ جب تک کہ ابتدائی کوشش ان کی طرف سے نہ ہو۔ زندہ رہنے کے لئے ابتدا ان کی طرف سے ہونی چاہیئے پس میں پھر تاکید کرتا ہوں۔ کہ اسکی ابتدا کرو۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ تمہاری یہ سُستیاں تم پر پیچ پیچ کی موت لے آئیں ؛

دُعا

میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں سستیاں ترک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور شریعت کے حکموں کے ماننے اور ان کی عزت کرنے کی ہمت بخشے۔ اور ہم نیک نمونہ پیش کرنے والے نہیں اور بدنمونہ پیش کرنے والے نہ ہوں۔ آمین ثم آمین۔

خطبہ ثانی میں فرمایا:۔

ایک عورت کا جنازہ

آج میں جمعہ کی نماز کے بعد ایک عورت کا جنازہ پڑھونگا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سمرانہ ضلع گجرات کے ہیں ان کی بیوی فوت ہوگئی ہے۔ میں آج اس مرحومہ کا جنازہ پڑھونگا ؛

میں نے اعلان کیا ہوا ہے کہ جن کا جنازہ پڑھنے والا کوئی احمدی نہیں ہوتا یا جو ایسی جگہ فوت ہوتے ہیں جہاں بہت ہی کم تعداد میں جنازہ پڑھنے والے احمدی ہوتے ہیں۔ ان کا جنازہ میں یہاں پڑھا کرونگا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے لکھا ہے کہ یہاں اس کا جنازہ پڑھنے والا کوئی نہ تھا۔ اس لئے میں مرحومہ کا جنازہ یہاں پڑھونگا۔ سب لوگ اسمیں شامل ہوں ؛

شہنشاہ معظم کی والدہ ملکہ الگزینڈرا کا انتقال

اکسفورڈ۔ ۲۱ نومبر۔ ملکہ الگزینڈرا کا آج شام کو پانچ بجکر ۲۵ منٹ پر انتقال ہوگیا۔ آپ کی عمر اکیاسی سال سے چند دن کم تھی آپ عرصہ سے علیل تھیں۔ لیکن کل ان کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔ نزع کی حالت کا سنکر ملک معظم ملکہ معظمہ نیز شاہی خاندان کے دوسرے اراکین جمع ہوگئے۔ اور انتقال کے وقت سب موجود تھے۔ اس حادثہ کی وجہ سے متعدد مراسم ملتوی کردئے گئے۔ جن میں سب سے زیادہ قابل ذکر وہ دعوت ہے۔ جو شہزادہ ویلز کے اعزاز میں گلڈ ہال میں دی جانے والی تھی۔ کھانے کی میزیں لگ چکی تھیں۔ اور بہت سے مہمان بھی آچکے تھے۔ کہ اس خبر کے پہنچنے پر تمام سامان دعوت اس شفاخانہ میں بھیجدیا گیا جس سے ملکہ آنجہانی دلچسپی لیا کرتی تھیں۔ ملکہ الگزینڈرا کے ایک صاحبزادہ اور تین صاحبزادیاں بقید حیات ہیں یعنی ملک معظم جارج پنجم شہزادی رائل ڈچز آف فائف۔ شہزادی وکٹوریا الگزینڈرا۔ اور ملکہ میری ملکہ ناروے۔ آخرالذکر دونوں اپنی والدہ کی تیمارداری میں آخر وقت تک مصروف رہیں۔ ملکہ آنجہانی اپنے شوہر یعنی قیصر ایڈورڈ ہفتم کے ساتھ ۱۹۰۱ء میں انگلستان کی ملکہ بنیں ۱۹۱۰ء میں قیصر ایڈورڈ کی وفات کے بعد ۱۵ سال گوشہ گزینی میں گذارے۔ آپ شاہ ڈنمارک کی دختر اور زارینہ روس کی بہن تھیں ؛

(منشی عبدالرحمٰن پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا)